اسلامی معاشرت
اور
بندوں کے حقوق
امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ
مفتی رضوان الرحمن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
المجمع الاسلامی مبارکپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاحِ معاشرہ اور بیانِ حقوق پر مشتمل بہترین کتاب

اسلامی معاشرت
اور
بندوں کے حقوق

از

علامہ مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی رضوی علیہ الرحمہ

سابق شیخ الحدیث دار العلوم نوری، اندور، (ایم، پی)

المجمع الاسلامی

ملت نگر مبارکپور اعظم گڈھ یوپی

فون: ۲۵۰۰۹۹ (۰۵۴۶)

https://alislami.net

پیش لفظ

بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحیم

دُنیوی زندگی میں ماں باپ ، آل اولاد، میاں بیوی،بہن بھائی ، دوست احباب ، پڑوس محلّہ، اور شہر کے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے ، ملنے جلنے اور مناسب تعلقات قائم رکھنے کو معاشرت کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جو پاکیزہ تعلیم دی ہے اسی کو مختصر طور پر اس رسالہ میں بیان کردیا ہے۔

خدائے قدوس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مجھ کو اور تمام سُنی مسلمانوں کو رسول پاک کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلوات اللّٰہ وتسلیماتہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین والحمد اللّٰہ رب العٰلمین ۔

ابو الجمیل محمد رضوان الرحمٰن

الفاروقی السہسوانی مفتی مالوہ اندور سٹی

https://alislami.net

فہرست مضامین

https://alislami.net

https://alislami.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماں باپ کے حقوق

ادب واحترام: اولاد کا فرض ہے کہ اپنے ماں باپ کی عزت کرے اوران کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے اور بات چیت کرنے میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔قرآن شریف میں ہے۔

''تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔اگر تمہارے سامنے ایک یا دونوں بوڑھے ہوجائیں تو ان سے ہوں بھی نہ کہو اور نہ کبھی ان کو جھڑکو اور ان کے ساتھ بڑے ادب سے بات چیت کرو۔اوران کے سامنے نہایت عاجزی اور انکساری سے رہو۔اوران کے لئے یوں دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے میری، بچپن میں پرورش کیا''۔(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)

مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھیں اور غور کریں۔اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب واحترام کا کیسا صاف صاف حکم دیا ہے۔

حضرت ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جِعرَّانہ میں گوشت تقسیم فرمارہے تھے۔اسی اثنا میں ایک بڑی بی تشریف لائیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اوران کے لئے اپنی چادر بچھادی۔میں نے صحابہ سے دریافت کیا کہ یہ بڑی بی کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا۔

هِیَ اُمُّهُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْهُ (ابو داؤد)۔ یہ رسول پاک کی وہ ماں ہیں جنھوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

فرماں برداری: اولاد کا فریضہ ہے کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ''یا رسول اللہ! میری ایک بیوی ہے جس سے مجھے بہت محبت

https://alislami.net

ہے لیکن میرے والد (فاروق اعظم) اسے میرے لئے پسند نہیں کرتے اور مجبور کرتے ہیں کہ طلاق دے دوں۔'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عبد اللہ! تم اس کو طلاق دے دو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے ماں باپ کہتے ہیں کہ اس کو طلاق دے دو تو والدین کی فرماں برداری کا تقاضا یہی ہے کہ ماں باپ کا کہنا مانو اور اس کو طلاق دے دو۔

اس حدیث سے ماں باپ کی فرماں برداری کی اہمیت ظاہر ہے۔

حدیث: حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

هُمَا جَنَّتُكَ وَهُمَا نَارُكَ (سنن ابن ماجه) وہ دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے والدین کی فرمان برداری کرے گا تو جنت میں جائے گا اور نافرمانی کرے گا تو جہنّم میں سزا پائے گا۔

اولاد کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی فرماں برداری کرے تاکہ ان کی دعاؤں سے دنیا میں پھلے پھولے اور آخرت میں جنت کی مستحق بنے۔

ماں کی نافرمانی حرام ہے:

حدیث: حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیۡکُمۡ عُقُوقَ الۡاُمَّھَاتِ بیشک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر ماؤں کی نافرمانی حرام کی ہے۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کی نافرمانی حرام ہے جو شخص اپنی ماں کی نافرمانی کرتا ہے وہ حرام فعل کا مرتکب اور بدترین گنہگار ہے اور قیامت کے دن سخت سزا کا مستحق ہے۔

والدین کی نافرمانی بدترین گناہ ہے:

حدیث: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''کیا میں تم لوگوں کو بڑے سے بڑے گناہوں سے آگاہ نہ

https://alislami.net

کروں''صحابہ کرام نے عرض کیا۔''حضور ضرور آگاہ فرمائیں''۔آپ نے فرمایا''خدا کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا یہ دونوں بہت بڑے گناہ ہیں۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا بھی بہت بڑا گناہ ہے(ترمذی)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والدین کی نافرمانی کو شرک و کفر کے ساتھ ذکر فرما کر یہ بتایا ہے کہ والدین کی نافرمانی بدترین گناہ ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام بھی موجود تھے ۔حضور نے فرمایا۔''وہ ذلیل ہے ۔وہ ذلیل ہے ۔وہ ذلیل ہے۔''صحابہ نے عرض کیا''یارسول اللہ! کون ذلیل ہے؟ تو حضور نے فرمایا ذلیل وہ ہے جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔(مسلم شریف)

نافرمان اولاد جنت سے محروم ہے:

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔منّان (احسان جتانے والا) ماں باپ کا نافرمان اور شرابی یہ تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے(نسائی)

نافرمان اولاد کی اس سے زیادہ بدنصیبی کیا ہوگی کہ مرنے کے بعد جنت اور جنت کی نعمتوں سے محروم رہے گی۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ اس حدیث کے مضمون پر غور کریں ،اپنی بدنصیبی پر آنسو بہائیں اور اپنے ماں باپ کی فرماں برداری کریں۔

والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں بھی ملے گی:

حدیث: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا (شرک وکفر کے علاوہ) جس گناہ کو چاہے گا بخش دے گا مگر والدین کی نافرمانی کو نہیں بخشے گا بلکہ موت سے پہلے دنیا میں بھی سزا دے گا۔(بیہقی)

رات دن کا مشاہدہ ہے کہ جو لوگ اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور ان پر ذلت وخواری مسلط کر دیتا ہے۔

والدین کی خدمت گزاری: اولاد کو لازم ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت

https://alislami.net

کرے اوران کی خدمت گزاری کو اپنے حق میں سعادت سمجھے۔ حدیث سے ثابت ہے اور رسول پاک کا فرمان ہے کہ والدین کی خدمت نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

حدیث : حضرت معاویہ سُلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا ''تمہاری والدہ زندہ ہیں یا نہیں؟'' انہوں نے بتایا کہ ''میری والدہ موجود ہیں۔'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَالزَمْهَا فَاِنَّ الجنَّةَ عِندَ رِجُلِهَا (نسائی) — پس تو ماں کی خدمت کر اس لئے کہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے۔

حدیث : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو حضور نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ ''یمن میں تمہارے رشتہ دار ہیں یا نہیں؟'' اس نے بتایا کہ ''وہاں میرے والدین ہیں۔'' حضور نے دریافت کیا کہ ''انہوں نے تم کو یہاں آنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟'' اس نے کہا ''اجازت تو نہیں دی'' حضور نے فرمایا تم واپس جاؤ اور ان کی خدمت کرو۔'' (ابوداؤد)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت گزاری نفلی جہاد اور ہجرت سے بہتر ہے۔

والدین کی خوشنودی: اولاد کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کو خوش رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا کی خوشنودی والدین کی خوشنودی اور رضا مندی پر موقوف ہے۔

حدیث : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

رِضَا الرَّبِّ فِی رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (جامع ترمذی) — خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور اس کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خوشنودی اور رضا مندی سے خدا خوش

https://alislami.net

ہوتا ہے اوران کی ناراضگی سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ پس اولاد کا فرض ہے کہ اپنے ماں باپ کو خوش رکھنے کی کوشش کرے تاکہ اللہ اور رسول کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔

حدیث: حضرت ابوالدَّ رداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے، تجھے اختیار ہے کہ تو اس کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ ماں باپ کی خوشنودی جنت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک: اولاد کا فریضہ ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اوران کے احسانات کو فراموش نہ کرے ماں حمل کے زمانے سے بچہ کی پیدائش کے وقت تک کیسی کیسی مشقتیں جھیلتی اور تکلیفیں اٹھاتی ہے پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو خونِ جگر پلا کر پالتی اور پرورش کرتی ہے۔ خود تکلیفیں اٹھاتی اور بچہ کو آرام پہنچاتی ہے۔

اسی طرح باپ اولاد کو محبت سے کھلاتا پلاتا اور تمام ضروریات زندگی کی کفالت کرتا ہے پسینہ بہا کر جو کچھ کماتا ہے اسے اولاد پر خرچ کرتا ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود بھوکا رہتا ہے۔ لیکن اولاد کا پیٹ بھرتا ہے، غرض یہ ہے کہ والدین بڑی بڑی مشقتیں جھیل کر اولاد کو پالتے اور پرورش کرتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (پ ۲۔ ع ۱۰) ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اولاد کے نیک سلوک کے سب سے زیادہ حقدار ماں باپ ہی ہیں۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا "یا رسول اللہ! میرے نیک سلوک کا کون زیادہ حقدار ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیری والدہ۔" اس نے پوچھا "پھر کون"؟ آپ نے فرمایا۔ تیری والدہ۔" اس نے پھر کہا کون؟" آپ نے فرمایا تیری والدہ، جب اس نے چوتھی بار پوچھا، تو حضور نے فرمایا۔

ثم اباك ثم ادناك فادناك — پھر اپنے باپ سے نیک سلوک کر پھر جو جتنا قریب ہو۔ (بخاری)

حدیث: حضرت مِقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول

https://alislami.net

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ پھر دوبارہ سن لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ اس کے بعد تم کو یہ بھی حکم دیتا ہے کہ تم باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (الادب المفرد)

چونکہ ماں کم وبیش نو مہینے تک بچے کو پیٹ میں رکھتی ہے۔ پھر پیدائش کے وقت وضع حمل کی تکلیف اٹھاتی ہے۔ پھر دو برس تک چھاتی سے لگا کر دودھ پلاتی ہے اس لئے اولاد کے حسن سلوک کی باپ کی بہ نسبت ماں زیادہ مستحق ہے اسی بنا پر دونوں حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسن سلوک کے سلسلہ میں ماں کو پہلے ذکر فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا "یارسول اللہ! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟" حضور نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا پھر کون سا عمل؟ حضور نے فرمایا اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے دریافت کیا۔ پھر کون سا عمل؟ تو حضور نے فرمایا "راہ خدا میں جہاد کرنا۔" (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا (نفلی) جہاد سے بہتر ہے۔

والدین سے محبت: اولاد کو لازم ہے کہ ماں باپ کو اپنے لئے خدا کی نعمت سمجھے ان کی قدر کرے اور ان سے محبت کا برتاؤ کرے۔ رسول پاک کا ارشاد ہے کہ ماں باپ کو محبت بھری نظر سے دیکھنے میں حج مبرور کے ثواب کے برابر اجر وثواب ملتا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَامِن وَّلَدٍ بارٍّ یَنظُرُ اِلیٰ والِدَیہ نَظرَۃَ رَحمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظرۃٍ حَجَّۃً مَّبرورۃً	جب کوئی نیک لڑکا اپنے والدین کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے میں حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔

صحابۂ کرام نے دریافت کیا کہ "یارسول اللہ! اگر کوئی روزانہ سو بار دیکھے تو کیا اس کو روزانہ سو حج کا ثواب ملے گا؟" حضور نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ اس کو یہ بات کچھ مشکل نہیں۔ (بیہقی)

والدین کی بددعا کا اثر: اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش

https://alislami.net

کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ان کا دل دکھے اور ان کی زبان سے بددعا نکلے اور اولاد کی بربادی کا باعث بنے۔ صحیح حدیث ہے کہ ماں باپ کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدَيْنِ عَلىٰ وَلَدِهٖ (الادب المفرد۔ ترمذی)

تین دعائیں بلاشک وشبہ مقبول ہیں۔ مظلوم کی دُعا، مسافر کی دعا اور والدین کی بددعا اپنی اولاد پر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی بددعا بلاشبہ قبول ہوتی ہے۔ اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی بددعا سے ڈرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ان کے دل کو صدمہ پہنچے بلکہ ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اور ان سے نیک دعائیں حاصل کرے۔

ایک عابد کا واقعہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جُریج نامی ایک عابد تھا نہایت متقی اور پرہیزگار تھا۔ ایک دن اس کی ماں بیٹے سے ملنے آئی اور عبادت خانے کے دروازے پر آواز دی۔ عابد نے ماں کی آواز سُنی مگر دروازہ نہ کھولا اور عبادت میں مشغول رہا۔ ماں اس وقت واپس چلی گئی۔ پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی آئی اور بیٹے کو پکارا۔ لیکن عابد نے دروازہ نہ کھولا وہ ممتا کی ماری مایوس واپس ہوئی اور اس کی زبان سے یہ بددعا نکلی۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتیٰ یَنْظُرَ اِلیٰ وُجُوْهِ الْمُومِسَاتِ اے اللہ! اس کو مرنے سے پہلے زانی عورتوں کی صورت دکھادے۔

اس زمانہ میں وہاں ایک حسینہ تھی۔ اس نے جریج کو گناہ میں ملوث کرنا چاہا اور ایک دن اسی ارادہ سے تنہائی کے وقت عبادت خانہ میں داخل ہوگئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے عابد کی حفاظت فرمائی۔ جب عابد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی تو وہ اپنی ناکامی پر شرمندہ ہوکر عبادت خانہ سے باہر نکلی اور راستہ میں اس نے ایک چرواہے سے منہ کالا کیا اور حاملہ ہوگئی۔ جب بچہ پیدا ہوا اور اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے عابد کو بدنام کیا اور کہا کہ یہ جریج عابد کا بچہ ہے۔ جب وہاں لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے غصہ میں عابد کو مارا پیٹا اور عبادت خانہ کو مسمار کردیا۔

عابد نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ مجھے کیوں مارتے ہو؟ میں نے کیا جرم کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے وہ کہتی ہے کہ بچہ تیرا ہے۔ یہ سن کر عابد نے کہا اس بچہ کو یہاں لاؤ اور خود نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہوگیا جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے دیکھا

https://alislami.net

کہ ایک شیر خوار بچہ اسی حسینہ بدکار کی گود میں سامنے موجود ہے۔ عابد نے شیر خوار بچے کو مخاطب کر کے پوچھا "اے بچے بتا تیرا باپ کون ہے۔؟" اللہ تعالیٰ نے اس شیر خوار بچے کو قوت گویائی عطا فرمائی اور اس نے کہا "میری ماں نے تم پر تہمت لگائی ہے میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔" شیر خوار بچے کی زبان سے یہ بات سن کر تمام لوگ تعجب میں رہ گئے اور عابد کی کرامت سے متاثر ہو کر سب نے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور یہ درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو ہم سب مل کر آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیں۔ عابد نے منع کیا اور کہا میرا عبادت خانہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دو۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ عابد مسکرایا۔ جب لوگوں نے اس سے مسکرانے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے میری ماں کی بددعا کا نتیجہ تھا۔ ورنہ کچھ بھی نہ تھا اولاد کو چاہیے کہ ماں باپ کی بددعا سے ڈرتی رہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے ان کے دل کو صدمہ پہنچے۔

والدین کے لئے دعا و استغفار: ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کی صورت یہ ہے کہ اولاد ان کے لئے دعا و استغفار اور ان کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کرتی رہے۔

حدیث: حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم لوگ حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے پوچھا "یا رسول اللہ! والدین کے انتقال کے بعد اب کوئی صورت ہے کہ میں ان سے نیک سلوک کروں" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم الصلوٰۃ علیہما و الاستغفار لہما	ہاں والدین کے لئے دعا و استغفار کرنا اور
و اکرام صدیقہما	ان کے دوستوں کا اکرام کرنا (یہی ان
(ابو داؤد و نسائی)	سے نیک سلوک ہے)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی نافرمان لڑکا اپنے والدین کے انتقال کے بعد اپنی نافرمانیوں پر نادم ہو کر ان کے لئے دعا و استغفار کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نام بھی فرماں برداروں میں لکھ دیتا ہے۔ (بیہقی)

اللہ تعالیٰ مسلمان بچوں اور نوجوانوں کو اپنے ماں باپ کی فرمابرداری اطاعت شعاری اور خدمت گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

https://alislami.net

اولاد کے حقوق

جس طرح اولاد پر فرض ہے کہ اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرے اسی طرح ماں باپ کو لازم ہے کہ وہ بھی اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے سے غافل نہ رہیں۔

اولاد سے محبت: والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو پیار و محبت سے پرورش کریں۔ اسلام میں اولاد کی محبت پسندیدہ اور مرغوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اپنی اولاد سے بے حد محبت تھی۔

اولاد سے رسول پاک کی محبت: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس وقت اپنی پیاری بیٹی فاطمۂ زہرا کو دیکھتے تھے تو آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہونے لگتے تھے۔

حدیث: حضرت مِسوَر بن مَخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی انس و محبت کا اظہار فرمایا ہے جو ماں باپ کو اپنی اولاد سے ہونی چاہیے۔

حدیث: حضرت جمیع ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کس سے محبت تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور کو سب سے زیادہ محبت فاطمۂ زہرا سے تھی۔ (ترمذی شریف)

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں سے بھی بے پناہ محبت تھی۔ بسا اوقات خود بھی اپنی زبان مبارک سے محبت کا اقرار فرماتے تھے۔

حدیث: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں دعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر اور ان سے بھی محبت کر جو ان دونوں سے محبت کریں۔ (ترمذی)

ایک مرتبہ ایک دیہاتی حاضر ہوا اور کہنے لگا ”کیا آپ لوگ بچوں کو پیار کرتے ہیں؟

https://alislami.net

ہم لوگ تو بچوں کو پیار نہیں کرتے۔" یہ سن کر حضور نے فرمایا۔

اَوَاَملِكُ لكَ اِنْ نزَعَ اللهُ منْ قَلْبِكَ الرحمة اگر خدا نے تیرے دل سے محبت سلب کر لی تو میں کیا کروں (بخاری و مسلم)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم سے بھی بے حد محبت تھی جس زمانہ میں حضرت ابراہیم ابو یوسف حداد کے یہاں ایام رضاعت گزار رہے تھے اس زمانہ میں حضور خود ابو یوسف کے یہاں تشریف لے جاتے اور حضرت ابراہیم کو پیار ومحبت سے گود میں لیتے اور ان کی پیشانی چومتے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابو یوسف کے یہاں گیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول پاک نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کو بڑی محبت سے گود میں لیا اور پیشانی کو چوما۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے صاحبزادے سے بڑی محبت تھی۔ اور آپ نے اپنے پاکیزہ عمل سے اسی انس ومحبت کا اظہار فرمایا جو شفیق باپ کو اپنی اولاد سے ہونا چاہیے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم نزع کے عالم میں تھے اور آخری ہچکیاں لے رہے تھے اس وقت رسول پاک کی آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول پاک کی یہ حالت دیکھ کر عرض کیا۔ "یارسول اللہ! آپ کا بھی یہ حال ہے حالانکہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "یہ محبت ورحمت کے آثار ہیں۔" پھر آپ نے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا۔

انّ العينَ تَدْمعُ و القلبُ يَحزَنُ ولا نقول الا مايرضىٰ ربنا وإنّا بفراقِك يا ابراهيم لمحزونون (بخاری و مسلم)

بلاشبہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہے اور ہم اے ابراہیم تمہاری جدائی سے ضرور غمگین ہیں۔

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ اسلام میں اولاد سے محبت کرنا پسندیدہ چیز ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ رسول پاک کی پاکیزہ سیرت سے محبت کا سبق حاصل کریں۔

لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا منع ہے: بعض لوگ لڑکوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور لڑکیوں کو حقیر وذلیل سمجھتے ہیں بلکہ بعض نادان ان کی پیدائش پر ناک بھوں

https://alislami.net

چڑھاتے ہیں اور ان کے وجود کو اپنے اوپر بار خیال کرتے ہیں یہ بات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من كانت له انثى فلم يائِدُها ولم يُهِنْهاولم يُؤثِرْولدَه عليها ادْخَلَه الله الجنة (ابوداؤد)

جس کے لڑکی ہو پھر وہ اس لڑکی کو زندہ درگور نہ کرے نہ اس کو ذلیل سمجھے اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دینا منع ہے بلکہ دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے یعنی لڑکوں کے برابر لڑکیوں سے محبت کرنا چاہیے۔ان کے برابر ہی ان کو کھانے پہننے کو دینا چاہیے اور لڑکوں کے برابر ہی ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کرنا چاہیے صرف یہ خیال رکھنا چاہیے کہ لڑکوں کو وہ تعلیم دی جائے جوان کے لئے مفید ہو اور لڑکیوں کو وہ تعلیم دی جائے جوان کے حق میں نفع بخش ہو اور وہ مستقبل میں بہترین مائیں بن کر اولاد کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا سکیں۔

لڑکیوں کی محبت پر جنت کی بشارت:

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے، شرعی آداب سکھائے اور ان سے پیار و محبت سے پیش آئے یہاں تک کہ وہ اس سے بے نیاز ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔کسی نے دریافت کیا۔یارسول اللہ! اگر کوئی دو لڑکیوں کو محبت سے پرورش کرے اس کے لئے کیا ثواب ہے؟“

حضور نے فرمایا اس کے لئے بھی جنت ہے۔“ پھر اس نے پوچھا۔”یارسول اللہ اگر کوئی ایک لڑکی کو محبت سے پالے اور پرورش کرے تو اس کے لئے کیا ہے؟ تو حضور نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ اس کو بھی جنت عطا فرمائے گا۔(شرح السنہ)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من عال جاريتين حتىٰ تبلغا جاء يوم القيامة انا وهوكذا وضمّ اصابعه (مسلم)

جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب قریب ہوں گے دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

https://alislami.net

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو ہمراہ لے کر میرے پاس آئی اور مجھ سے کچھ سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس ایک کھجور تھی میں نے اٹھا کر اس کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کو دے دیا۔ اور خود کچھ بھی نہ لیا۔ مجھے اس کی حالت پر بڑا ترس آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ سنایا۔ حضور نے فرمایا۔ ’’جو لوگ اپنی بچیوں کو پیار محبت سے پرورش کریں گے تو وہ بچیاں ان کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں سے محبت کرنا اور ان کو پالنا پرورش کرنا بڑے ثواب کا کام ہے رسول پاک سے قرب کا ذریعہ ہے۔

اولاد کو حلال کمائی سے کھلاؤ: اولاد کے حقوق میں سے ایک حق ماں باپ پر یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو حلال کمائی سے کھلائیں حرام کمائی سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں۔

شرح شرعۃ الاسلام میں ہے

ومن حق الولد علی الوالد ان لایرزقه الا حلالاً طیبا	اولاد کا حق باپ پر یہ بھی ہے کہ اس کو صرف حلال روزی سے کھلائے

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن کے زمانے میں صدقات کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً حسن کے منہ سے اگلوا دی اور فرمایا۔ پیارے بیٹے! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھاتا۔ (بخاری و مسلم)

مسئلہ: صدقہ کا مال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت پر حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس عمل سے امت کو سبق دیا ہے کہ تم اپنی اولاد کو حلال غذا سے پرورش کرو اور حرام غذا سے خود بھی پرہیز کرو اور اپنے بچوں کو بھی بچاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو جس کی نیکیاں پہاڑوں کے مانند ہوں گی میزان عدل کے پاس بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنے اہل وعیال کو نفقہ کہاں سے دیا؟ پھر اس پر اس کی گرفت ہو گی اور اس کی ساری نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ وہ بدنصیب انسان ہے

https://alislami.net

جس کی ساری نیکیاں اس کے سارے اہل وعیال کھا گئے۔ اس کے بعد اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا یہ اس شخص کا حال ہوگا جو حرام کی روزی سے اپنے اہل وعیال کو پالتا تھا۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ حرام کمائی سے پرہیز کریں اور جائز طریقے سے حلال روزی حاصل کر کے اپنے اہل وعیال کی پرورش کریں۔

اولاد کی تعلیم وتربیت: والدین کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے بارے میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں اور اس بات کا شروع سے خیال رکھیں کہ دنیاوی تعلیم سے پہلے شرعی آداب سکھائیں اور مذہبی تعلیم دیں۔ اگر اس میں ذرا بھی کوتاہی برتی گئی اور اولاد مذہب اور مذہبی احکام سے دور ہوگئی تو اس جرم میں قیامت کے دن اولاد ہی ماخوذ نہ ہوگی بلکہ والدین بھی پکڑے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ (پ ۲۸ ع ۱۹) اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت پاک کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تم خود گناہوں سے بچو۔ خدا کی فرماں برداری کرو۔ اپنی اولاد کو بھلائی کا حکم دو۔ برائی سے منع کرو۔ شرعی آداب سکھاؤ۔ اور مذہبی تعلیم دو۔ (خازن، معالم)

اس آیت اور تفسیر سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جہنم کی آگ سے نجات حاصل کرنے کے لئے جس طرح خود خدا کی نافرمانی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح اپنی اولاد کو بچانا بھی ضروری ہے اور اس کی صورت یہی ہے کہ ان کو مذہبی تعلیم دے کر ان کے دل ودماغ میں دین کی باتوں کو پیوست کر دیا جائے۔

مذہبی تعلیم کی اولیت: تجربات شاہد ہیں کہ بچپن کی باتیں دل پر نقش ہو جاتی ہیں اور تمام عمر اپنا اثر رکھتی ہیں۔ اس لئے اسلام نے ضروری قرار دیا ہے کہ بچوں کو سب سے پہلے مذہبی تعلیم دی جائے۔

حدیث: صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اذا اَفْصَحَ الْوَلَدُ فَلْیُعَلِّمْہُ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (حصن حصین) جب بچہ بولنا شروع کرے تو اس کو کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سکھائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچہ کی زبان کھلنے کے بعد سب سے پہلے دین ومذہب کا پہلا سبق کلمۂ توحید ورسالت پڑھایا جائے۔

https://alislami.net

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اولاد کا باپ پر یہ حق ہے کہ وہ بچہ کا اچھا نام رکھے اور دینی آداب سکھائے (احکام القرآن)

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کا بہترین نام رکھے اور اس کو دینی آداب سکھائے (بیہقی، مشکوۃ)

ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ بچوں کو تدریجاً دین اور دینی احکام کا سبق دیا جائے۔ یہاں تک کہ بچہ عقائد و فرائض اور دیگر ضروریاتِ دین سے واقف ہو جائے۔

حدیث: حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے (ترمذی)

اولاد کی دینی تعلیم پر اجر و ثواب:

حدیث: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ کا اپنی اولاد کو ادب کی کوئی بات سکھانا ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے (ترمذی)

تمام محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث میں آداب سے شرعی آداب ہی مراد ہیں۔ والدین اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم دیں مگر پہلے بقدر ضرورت علم دین سکھا دیں تا کہ اسلامی عقائد و فرائض اور دین کے ضروری احکام سے واقف ہو جائیں اور دور حاضر میں کفر والحاد کے خاموش حملوں سے پسپا نہ ہونے پائیں۔

اولاد کی شادی: اولاد کے حقوق میں سے ایک حق ماں باپ پر یہ بھی ہے کہ جب بچے اور بچیاں بالغ ہو جائیں تو جلد از جلد ان کی شادی کر دیں تا کہ وہ اپنی عفت وعصمت کو محفوظ رکھ سکیں۔

حدیث: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

https://alislami.net

مَن وُّلِدَلَهٗ وَلَدٌ فَلْیُحسِنْ اِسمَهٗ وَ اَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجهُ فَاَصَاب اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰی اَبِیهِ ۔ (بیھقی)

جس کے یہاں کوئی بچہ ہواس کو چاہئے کہ بچے کا اچھا نام رکھے اور آداب شرعی سکھائے پھر جب بالغ ہوجائے تو اس کی شادی کردے اگر بالغ ہونے پر شادی نہیں کی اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہواتو اس کا وبال باپ پر ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں اور بچیوں کے بالغ ہونے کے بعد شادی میں تاخیر کرنا مناسب نہیں۔اللہ تعالیٰ والدین کو اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

بیوی کے حقوق

جس طرح بیوی کو لازم ہے کہ شوہر کے حقوق ادا کرے اسی طرح شوہر پر فرض ہے کہ بیوی کے حقوق ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے۔

بیوی کا نفقہ: شوہر کا فرض ہے کہ بیوی کا نفقہ ادا کرے یعنی کھانا کپڑا اور رہنے کے لئے مکان دے اور اس کو ان تمام ضروریات سے بے نیاز کردے جو اس کے لئے ضروری ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے۔

لِیُنفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِہٖ

وسعت والے کو چاہیے کہ اپنی وسعت کے موافق مطابق نفقہ دے۔ (سورۂ طلاق ۶۵/۷)

اگر شوہر کی آمدنی نپی تلی ہو اور زیادہ گنجائش نہ ہو تو اس کے بارے میں ارشاد ہے۔

وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلْیُنفِقْ مِمَّا اٰتَاہُ اللّٰہُ (سورۂ طلاق ایضاً)

اور جس کی آمدنی نپی تلی ہو تو اس کو چاہیے کہ اللہ نے اس کو جو کچھ دیا ہے اسی میں سے نفقہ دے۔

اس آیات پاک سے اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی گنجائش کے مطابق اپنی بیویوں کو نفقہ ادا کریں۔

نفقہ بند کرنا گناہ ہے:

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے گنہگار ہونے کے لئے یہ بات کیا کم ہے کہ بیوی بچوں کا کھانا بند کردے۔(مسلم)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بیوی کا نفقہ بند کرنا بدترین گناہ ہے۔شوہر کو

https://alislami.net

چاہیے کہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور بیوی کا نفقہ دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ [1]

بیوی کا دین مہر: شوہر پر بیوی کے حقوق ادا کرنے کی جو ذمہ داریاں عائد ہیں ان میں سے ایک بڑی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا دین مہر ادا کرے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کی شرط (یعنی مہر) کا سب سے زیادہ خیال رکھو۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بیوی کا دین مہر شوہر کے ذمہ واجب ہے اور اس کا ادا کرنا ضروری ہے اگر اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کی تو قیامت کے دن حقوق العباد کے سلسلہ میں سخت گرفت ہوگی اور سزا بھگتنی پڑے گی۔

شوہر کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کرے اور آخرت کے مواخذہ سے ڈرے۔

بیوی کے جذبات کا پاس: شوہر کے فرائض میں یہ بات بھی ہے کہ اپنی بیوی کے جذبات اور داعیات کو فراموش نہ کرے۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں رات کے وقت گشت لگا رہے تھے۔ اتفاقاً ایک مکان سے آپ نے ایک عورت کی آواز سنی جو نہایت دردناک اشعار پڑھ رہی تھی۔

آپ اسی جگہ کھڑے ہوگئے اور غور سے سننے لگے۔ پھر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصۂ دراز سے باہر گیا ہوا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم کے دل پر اس کے جذبۂ محبت کا گہرا اثر پڑا اور تمام سپہ سالاروں کے نام یہ حکم جاری کر دیا کہ جو شخص شادی شدہ ہو وہ اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ جدا نہ رہے۔

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے جذبات کا پاس کرے اور زیادہ دنوں تک اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ اگر پردیس میں زیادہ دنوں تک رہنا ہو تو بیوی کو اپنے ساتھ رکھے۔

بیوی پر ظلم و زیادتی کی ممانعت: شوہر کا اپنی بیوی کو ستانا، گالیاں دینا اور اس پر ظلم و زیادتی کرنا بدترین گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] بعض شرپسند شوہر اپنی بیوی کو میکے میں چھوڑ دیتے ہیں پھر نہ اسکو خرچ دیتے ہیں اور نہ ہی طلاق دے کر آزاد کرتے ہیں ایسے لوگ بھی اس وعید میں شامل ہیں اور سخت ترین مجرم۔ ۱۲ النعمانی قادری۔

https://alislami.net

قرآن شریف میں ہے:

وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ (بقرہ ۲، ۲۳۱)

تم اپنی بیویوں کو تکلیف اور ضرر پہنچانے کی نیت سے نہ روک رکھو تاکہ ان پر زیادتی کرو۔ اور جو شخص ایسا کرے گا وہ خود اپنے اوپر ظلم کرے گا۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ جو شوہر اپنی بیوی پر ظلم و تعدی کرے گا وہ خود بھی اپنی زندگی کے سکون واطمینان کو برباد کر کے پریشانیوں میں مبتلا ہو جائے گا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے برا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کو ستائے۔ (طبرانی شریف)

خوش خلقی: شوہر کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے محبت کا برتاؤ کرے اور جہاں تک ہو سکے اپنی ذات سے خوش رکھنے کی کوشش کرے۔

حدیث: حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (سنن ابن ماجہ)

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی بچوں کے حق میں بہتر ہو اور میں خود بھی اپنے اہل وعیال کے حق میں بہتر ہوں۔ (ترمذی شریف)

ترمذی شریف کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مومن کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرے۔ شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے ساتھ خوش خلقی، نرمی اور مہربانی سے پیش آئے اور اپنے پیارے نبی کے حکم پر عمل کرے۔

بیوی کی دل جوئی: شوہر کو چاہئے کہ باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے محبت کے طریقے اختیار کرے اور اس کی دلجوئی اور دل بستگی کے لئے کسی وقت بے تکلف ہو کر ہنسی مذاق کی باتوں سے اسے خوش کرنے کی بھی کوشش کرے تاکہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح گھل مل جائیں کہ ایک روح دو قالب ہو جائیں۔ صحیح

https://alislami.net

حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی دلجوئی کا بہت خیال رکھتے تھے۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر آجانے کے بعد بھی اپنی کم عمری کی وجہ سے گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری چند سہیلیاں تھیں وہ بھی میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب حضور گھر میں تشریف لاتے تو میری سہیلیاں شرم کی وجہ سے ادھر ادھر چھپ جاتی تھیں لیکن حضور میری دل بستگی کی خاطر انہیں میرے پاس بھجوا دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتی رہتی تھیں۔ (بخاری شریف)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس طریقۂ عمل سے یہ سبق ملتا ہے کہ شوہر کو اپنی بیوی کی دلجوئی اور دل بستگی کا خیال رکھنا چاہیۓ۔

بیوی سے محبت: شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو شریک زندگی سمجھ کر اس سے محبت کرے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت تھی۔ ان کے انتقال کے بعد بھی آپ ان کو یاد فرمایا کرتے تھے اور ان کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کی تکلیف کو آپ اپنی تکلیف خیال کرتے تھے۔

حدیث: ایک دفعہ حضرت ام سلمہ نے آپ سے شکایت کی کہ جس دن آپ عائشہ صدیقہ کے یہاں ہوتے ہیں اسی دن لوگ تحفے بھیجتے ہیں تو حضور نے فرمایا۔

لاتوذینی فی عائشة — عائشہ کے بارے میں مجھے ایذا نہ دو۔

مسلمانوں کو چاہیے کی حضور کی سیرت سے سبق حاصل کریں اور اپنی بیویوں سے محبت اور اچھا برتاؤ کریں۔

شوہر کے حقوق

جس طرح شوہر کو لازم ہے کہ بیوی کے حقوق ادا کرے اسی طرح بیوی پر فرض ہے کہ شوہر کے حقوق ادا کرنے میں کسی قسم کی کمی نہ کرے۔

https://alislami.net

شوہر کا ادب واحترام: بیوی کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خداداد عظمت کو ملحوظ رکھے اور اس کے ادب واحترام میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے اور زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکالے جو شوہر کی شان کے خلاف ہو۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اگر کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی تو عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کی مجلس میں تشریف فرما تھے اتنے میں ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا یہ کیفیت دیکھ کر صحابۂ کرام نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ! جب آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔'' یہ بات سن کر آپ نے فرمایا۔

لو کنت امراً احدا ان یسجدلا حدلاٴمرت المراۃ ان تسجد لزوجھا (مسند احمد)

اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنا جائز نہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شوہر کا درجہ اتنا بلند ہے کہ مخلوق میں کسی کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنے شوہر کی عظمت کا لحاظ رکھے اور اس کی تعظیم وتکریم میں کمی نہ کرے۔

شوہر کی محبت: بیوی کو لازم ہے کہ اپنے شوہر سے سچی محبت کرے۔ سچی محبت یہ ہے کہ شوہر کی ذات سے محبت ہو۔ مفلسی ہو یا دولت مندی، تنگدستی ہو یا خوشحالی ہر حال میں شوہر کی محبت کا دم بھرے اور ہر امر میں اس کی محبت کو مقدم سمجھے۔

واقعات: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک کی چند بیویوں کے اس سلسلے کے واقعات برائے عبرت پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی بیوی تھیں۔ ان کی محبت کا یہ حال تھا کہ اگر کسی وقت حضور کو کسی قسم کی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو وہ حضور کو پریشان دیکھ کر تڑپ اٹھتی تھیں اور بڑی محبت سے تسلی دیتی تھیں۔

(۲) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہر وقت اپنی جان نثار کرتی تھیں۔

https://alislami.net

(۳) حضرت عائلہ کی شادی حضرت ابوبکر صدیق کے صاجزادے حضرت عبداللہ سے ہوئی تھی ان کو اپنے شوہر سے ایسی محبت تھی کہ جس وقت ان کے شوہر حضرت عبداللہ غزوۂ طائف میں شہید ہوئے تو وہ اپنے شوہر کی جدائی کے صدمہ سے بے ہوش ہوگئیں۔

(۴) حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ایک جنگ میں شہید ہوگئے جب حمنہ کو اپنے شوہر کی شہادت کی خبر ملی تو محبوب شوہر کی جدائی کے غم میں چیخ اٹھیں۔

ہر عورت کو چاہیے کہ ان مقدس عورتوں کی محبت کے واقعات کو غور سے پڑھے اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے شوہر سے محبت کرے۔

شوہر کی اطاعت: بیوی کے فرائض میں یہ بات بھی ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کے مطابق اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی فرماں برداری کو اپنا فرض سمجھے۔

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ شوہر کا بیوی پر اتنا بڑا حق ہے کہ وہ اگر حکم دے کہ پیلے پہاڑ سے پتھر کالے پہاڑ پر لے جا اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ پر لے جا تو عورت پر فرض ہوگا کہ شوہر کی فرماں برداری کرے۔ (مسند امام احمد)

مطلب یہ ہے کہ شوہر اپنی عورت کو کسی ایسے کام کا حکم دے جو عبث اور بیکار ہو تب بھی عورت کا فرض ہے کہ شوہر کے حکم کی تعمیل کرے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے گی، رمضان شریف کے روزے رکھے گی، اپنے نفس کو برے کام سے بچائے گی اور اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے گی اس کو قیامت کے دن اختیار دیا جائے گا کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مشکوۃ شریف)

حدیث: ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا کہ بہترین عورت کی پہچان کیا ہے؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا۔

التی تطیعه اذا امر (نسائی شریف) جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرے۔

بیوی کا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے اور خوب یاد

https://alislami.net

رکھے کہ اگر وہ اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے گی تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ شوہر خود ہی اس کا گرویدہ ہو جائے گا۔

شوہر کی خدمت: عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خدمت سے دریغ نہ کرے اور زندگی کے ہر قدم پر نہایت خندہ پیشانی سے شوہر کی خدمت کر کے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دے۔

حضرت اُسما کی شادی حضرت زبیر سے ہوئی تھی۔ یہ بزرگ بڑے سخت مزاج تھے لیکن حضرت اُسما نے اپنی پر خلوص خدمتوں سے اپنے سخت مزاج شوہر کو اپنا ایسا گرویدہ بنالیا کہ ہر معاملہ میں حضرت زبیر اپنی بیوی کی دلجوئی کرنے لگے وہ خود اپنی بیوی کی خدمت گزاری کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میری تند مزاجی کو میری خدمت گزار بیوی نے بدل دیا۔ وہ ہر وقت میری خوشنودی کا خیال رکھتی تھی۔ جب میں باہر جاتا تو وہ میرے جوتے صاف کر دیتی اور جب میں گھر میں آتا تو وہ سب کام چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو جاتی۔ رات کو جس وقت بستر پر لیٹتا تو میرے پاؤں دباتی، سر پر تیل ڈالتی اور میرے سرہانے پانی بھر کر رکھ دیتی۔ اگر میں ناراض ہو جاتا تو نیچی نظریں کر کے خاموش کھڑی ہو جاتی۔

عورت اگر یہ چاہتی ہے کہ اپنے شوہر کو اپنا گرویدہ بنائے تو اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اس کی پر خلوص خدمتوں کو دیکھ کر شوہر خود ہی اس کا گرویدہ ہو جائے گا۔

شوہر کی خواہش پوری کرنا: بیوی کا فرض ہے کہ جب شوہر اس کی جنسی خواہش کی تکمیل کے لئے بلائے تو عذر شرعی نہ ہونے کی حالت میں اس کی فرماں برداری کرے۔

حدیث: حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بیوی کو بلائے تو بیوی اگرچہ تنور پر روٹی پکا رہی ہو، اس کو لازم ہے کہ سب کام چھوڑ کر شوہر کے پاس حاضر ہو جائے (ترمذی شریف)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر اپنی بیوی کو جس وقت بستر پر بلائے

https://alislami.net

اور وہ آنے سے اپنے کو منع کردے تو اس عورت پر خدا کے فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

رشتہ داروں سے حسن سلوک:

ہر مسلمان پر اپنے ماں باپ اور اہل وعیال کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں۔ اور ان کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں کو بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من احب اَن یبسط له فی رزقه وینسأ فی اثره فلیصل رحمه (بخاری ومسلم)

جو شخص یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں زیادتی اور عمر میں برکت ہو تو اس کو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنے سے انسان کی عمر میں برکت اور دولت میں زیادتی ہوتی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریا کہ تم لوگ اپنا اپنا نسب نامہ یاد کرو اور رشتہ داروں کو پہچانو تا کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اس لئے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا آپس کی محبت، مال و دولت کی زیادتی اور عمر میں برکت کا ذریعہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریا کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو رشتہ دار تمھارے ساتھ نیک سلوک کرے تم اسی کے ساتھ نیک سلوک کرو، بلکہ حسن سلوک یہ ہے کہ جو شتہ دار تم سے رشتہ توڑے اور نیک سلوک نہ کرے تم

https://alislami.net

اس سے رشتہ جوڑو اور اس کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہو۔ (بخاری)

ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے رشتہ داروں کی شکایت کی کہ میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ میں ان کے معاملے میں بردباری اور انکساری سے کام لیتا ہوں اور وہ مجھ پر زیادتی کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا۔ ”اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے تو گویا تم ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو جب تک تم اسی طرح رہو گے اس وقت تک ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ مددر ہے گی یعنی تم باعزت رہو گے اور وہ ذلیل ہوں گے کہ تم حسن سلوک کا ثواب پاؤ گے اور وہ قطع رحمی کے جرم میں پکڑے جائیں گے۔ (مسلم شریف)

حدیث: حضرت جُبیر بن مُطعِم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریا: رشتہ داروں کے حقوق کو پامال کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرنے والا رسول پاک کی نظر میں ایسا مجرم ہے کہ اپنے جرم کی سزا بھگتنے سے پہلے جنت اور جنت کی نعمتوں سے محروم رہے گا۔

حدیث: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ ”یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے دوزخ سے بچ جاؤں اور جنت کا حقدار بن جاؤں۔“ یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ تم چار باتوں کی پابندی کرو (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ (۲) نماز پابندی سے پڑھا کرو (۳) زکوٰۃ دیا کرو (۴) رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔ (معالم التنزیل)

حدیث: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ میں پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے حضور کی زبان سب سے پہلے جو حدیث سنی وہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا کرو، بھوکوں کو کھانا کھلایا کرو، اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔ (ترمذی شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنے رشتہ داروں سے محبت کرتے تھے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھتے تھے۔

https://alislami.net

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو اپنے رشتہ داروں سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے رشتہ داروں سے تھی۔ (مسلم)

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کی سیرت سے سبق حاصل کریں اپنے رشتہ داروں سے محبت کریں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

بہنوں کے حقوق

پرورش: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہنوں کی خدمت اور پرورش جنت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دو بہنوں کو پرورش کیا یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو میں اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا۔ (ابن حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہنوں کو پرورش کرنا اور ان کے اخراجات کا کفیل ہونا بڑے ثواب کا کام اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔

بہنوں کے ساتھ حسن سلوک: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا۔ ''یا رسول اللہ! میں کس کس سے حسن سلوک کروں؟'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی والدہ سے، اپنے والد سے، اپنی بہنوں سے اور اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کیا کرو۔ اس لئے کہ یہ سب تمہارے حسن سلوک کے حق دار ہیں۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بھائی کی بہ نسبت بہن حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسن سلوک کے مستحقین میں بہن کو بھائی پر مقدم رکھا ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

https://alislami.net

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس مومن کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے نیک سلوک کرے تو وہ شخص ضرور جنت میں جائے گا۔ (الادب المفرد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا مسلمان کو جنت کا مستحق بناتا ہے۔

بہنوں سے محبت: بہنوں سے محبت کرنا رسول پاک کی سنت ہے۔ آپ کو اپنی بہنوں سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ معرکۂ حنین میں جنگی قیدیوں میں آپ کی دودھ شریک بہن شیما بھی گرفتار ہوئیں تو انہوں نے کہا کہ مجھے گرفتار نہ کرو میں رسول اللہ کی بہن ہوں۔ جس وقت انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو آپ اپنی بہن کو دیکھ کر رو پڑے اور ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی اور بہت دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ پھر حضور نے ان کو بہت کچھ دے کر عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ اپنے پیارے نبی کی پاکیزہ سیرت سے سبق حاصل کر کے اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ برتیں۔

بھائیوں کے حقوق

چھوٹے بھائی کو چاہیے کہ بڑے بھائی کا ادب واحترام ملحوظ رکھے اور اس کو باپ کی طرح سمجھے اور بڑے بھائی کو چاہیے کہ چھوٹے بھائی سے شفقت ومحبت کا برتاؤ کرے اور اس کو اپنی اولاد کی طرح سمجھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چھوٹوں سے محبت ومہربانی کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم وتوقیر نہ کرے وہ میری امت سے نہیں۔ (ترمذی شریف)

حدیث: حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حق کبیر الاخوۃ علی صغیرھم حق والد علی ولدہ (بیھقی)

بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ایسا ہی حق ہے جیسے باپ کا حق اپنے بیٹے پر ہے۔

https://alislami.net

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح باپ کی تعظیم وتکریم ضروری ہے اسی طرح بڑے بھائی کا ادب واحترام بھی ضروری ہے۔

بھائی سے حسن سلوک : بھائیوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث : حضرت بکرؒ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ ''یا رسول اللہ! میں کس کس سے حسن سلوک کروں؟'' فرمایا کہ اپنی والدہ سے، اپنے والد سے، اپنی بہنوں سے، اپنے بھائیوں سے ہمیشہ نیک سلوک کرتے رہو کیونکہ یہ سب تمہارے نیک سلوک کے مستحق ہیں۔ (ابوداؤد)

خالہ کے حقوق

اسلام نے خالہ کو ماں کی منزلت میں بتایا ہے۔ اس لئے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی خالہ کو ماں کی طرح سمجھے اور اس کی تعظیم وتکریم کرے۔

حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

الخالۃ بمنزلۃ الام۔ خالہ ماں کے ہم پلّہ ہے

اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔

خالہ کے ساتھ حسن سلوک : حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ''یارسول اللہ! میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں۔ کیا توبہ کی کوئی صورت ہے؟'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریا۔ ''تیری والدہ ہیں یا نہیں؟'' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔'' حضور نے فرمایا۔ ''تمہاری کوئی خالہ ہے یا نہیں؟'' اس نے عرض کیا۔ حضور! خالہ موجود ہیں حضور نے فرمایا جاؤ ان کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔'' (ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ اپنے بھانجوں کے حسن سلوک کی مستحق ہے۔

https://alislami.net

چچا کا حق

مسلمانوں کو چاہیے کہ چچا کو باپ کی طرح سمجھیں اور ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریا کہ چچا باپ کی مانند ہے۔

حدیث: حضرت ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھ کر دریافت کیا۔ ''چچا جان! آج آپ کو غصہ کیوں ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ ''یارسول اللہ یہ قریش جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو نہایت خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کی وہ خوش دلی باقی نہیں رہتی'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا خدا کی قسم کسی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ آپ سے اللہ ورسول کے لئے محبت نہ کرے۔ پھر فرمایا اے لوگو!

مَنْ اٰذٰی عَمِّی فَقَدْ اٰذانِی فَاِنَّما عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ۔

جس نے میرے چچا کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ ہر شخص کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چچا باپ کی مانند ہے۔ اس کا ادب واحترام ملحوظ رکھنا لازم اور حسن سلوک سے پیش آنا ضروری ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق

انسان کا اپنے ماں باپ اہل وعیال اور دیگر رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسیوں سے بھی تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ان کے حقوق بھی مقرر کئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین مجھے پڑوسی کے حق کے بارے میں برابر تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ پیدا ہوگیا کہ کہیں پڑوسی کو

https://alislami.net

پڑوسی کے ترکہ میں وارث نہ بنا دیں (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا۔'' صحابۂ کرام نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ! کس کے متعلق فرمارہے ہیں؟ تو حضور نے فرمایا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لایا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ (بخاری و مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کمال ایمان اور مومن کی شان یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے۔

حدیث: حضر ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایثار و قربانی کی فضیلت بیان فرمائی تو میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص مفلس و غریب ہو تو وہ کیا ایثار کرے؟ حضور نے فرمایا اے ابو ذر! جب شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کرو اور اس میں سے کچھ اپنے پڑوسیوں کو بھیج دیا کرو۔ (بخاری شریف) اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق ایثار کرنا چاہیے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ہو۔ (ترمذی شریف)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریا۔ ''وہ مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور برابر میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔ (بیہقی)

حدیث: المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا ''یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہوں تو ان میں میرے سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟''

https://alislami.net

آپ نے فرمایا۔ جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہو وہی زیادہ مستحق ہے (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ جو پڑوسی جتنا زیادہ قریب ہوگا اتنا ہی زیادہ مستحق ہوگا۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ ''یا رسول اللہ! مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں بھلا ہوں یا برا؟'' تو آپ نے فرمایا۔ اگر تیرے پڑوسی تیری تعریف کرتے ہوں تو تو بھلا ہے اور اگر برا بتاتے ہوں تو برا ہے (ابن ماجہ)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ ''یا رسول اللہ! فلاں عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے وہ نماز روزہ کی بڑی پابند ہے اور بہت زیادہ خیرات کرتی ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہونچاتی ہے۔'' آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گی۔ پھر اس نے کہا۔ فلاں عورت نفلی نمازیں اور نفلی روزے کم ادا کرتی ہے مگر اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ستاتی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پڑوسیوں سے ہمدردی کرنا اچھے سلوک کرنا اور ان دکھ درد میں کام آنا جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور ان کو تکلیف پہنچانا، ایذا دینا اور ستانا دوزخی ہونے کی علامت ہے۔

صحابۂ کرام کا پڑوسیوں سے حسن سلوک

(۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ جس دن ان کے یہاں کوئی اچھا کھانا پکتا یا کہیں سے تحفہ آتا تو وہ اس میں سے کچھ اپنے پڑوسیوں کو ضرور بھیجتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہم پر ہمارے پڑوسیوں کا حق ہے۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ جب گھر میں آتے اور کھانا کھانے کے لئے بیٹھتے تو پہلے پڑوسیوں کا حال دریافت کر لیتے تھے۔ اگر معلوم ہوتا کہ پڑوس میں کوئی بھوکا ہے تو اسے بلاتے اور دستر خوان پر بٹھا کر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔

https://alislami.net

(۳) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ کا واقعہ مشہور ہے کہ ان کے پڑوس میں ایک یمنی تاجر رہتا تھا ایک مرتبہ اس کا کاروبار بالکل تباہ ہو گیا اور خسارہ کی وجہ سے بہت زیادہ مقروض ہو گیا۔ ایک روز قرض خواہوں نے ایسا سخت تقاضا کیا کہ یمنی تاجر پریشان ہو گیا۔ جب حضرت ابو ایوب انصاری کو اپنے پڑوسی کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اس کا کل قرض اپنے پاس سے ادا کر دیا اور فرمایا کہ یہ ہمارا پڑوسی ہے۔ ہم پر اس کا حق ہے کہ اس کی مصیبت میں مدد کریں۔

(۴) حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہاں ایک دن بکری ذبح کی گئی۔ جب حضرت عبداللہ گھر میں تشریف لائے تو بار بار دریافت کیا کہ تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کو گوشت بھیجا یا نہیں؟ مطلب یہ تھا کہ پڑوسی کا حق فراموش نہ کرنا چاہیے۔

مہمان کے حقوق

مہمان کی خاطر مدارات کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں جب کوئی مہمان آتا تو آپ اس کی خاطر تواضع فرماتے تھے اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے کہ جب تمہارے یہاں کوئی مہمان آئے تو اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من کان یو من باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہ۔ جو شخص خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اس کو مہمان کی عزت کرنی چاہیے

اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ دے۔ صحابۂ کرام نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! جائزہ کیا ہے؟ تو حضور نے فرمایا کہ مہمان کے ساتھ بہترین سلوک ایک دن اور ایک رات اور مہمانی تین دن کی ہے۔ اس کے بعد جو ہے وہ مہمان پر صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

https://alislami.net

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ میزبان اپنے مہمان کو رخصت کرنے کے وقت خود دروازے تک پہونچائے۔ (سنن ابن ماجہ)

مہمان کو ہدایت: مہمان کو کسی کے یہاں اتنا زیادہ قیام نہ کرنا چاہئے کہ اس کا میزبان پریشان ہوجائے۔

حدیث: حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مہمان کو یہ جائز نہیں کہ میزبان کے یہاں اتنے دن قیام کرے کہ اس کو مہمان کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے۔ (بخاری ومسلم)

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کے ارشادات پر عمل کریں اور مہمانوں کی خاطر تواضع کر کے ان کا حق ادا کریں۔

یتیموں کے حقوق

یتیموں سے محبت کرنا، ان کو کھانا کھلانا، تعلیم دلانا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بڑے ثواب کا کام اور خدا اور رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں مسلمانوں کو بار بار ہدایت فرمائی ہے۔

حدیث: حضرت ابوسہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی پرورش کرتا ہے خواہ وہ یتیم اپنا ہو یا غیر تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بخاری شریف)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔ (شرح السنۃ)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کا سب سے بہتر گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ احسان کیا جائے اور سب سے برا وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ (ابن ماجہ)

https://alislami.net

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے یہاں کوئی یتیم ہو اور وہ اس کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرے تو میں اور وہ جنت میں ان دونوں انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔ پھر حضور نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا۔ (مسند احمد)

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے میں اس کو ایک نیکی عطا فرماتا ہے۔ (ترمذی شریف)

واقعہ: ایک دفعہ ایک یتیم نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ایک شخص پر کھجوروں کے ایک باغ کا دعویٰ دائر کیا اور کہا کہ یہ باغ میرا ہے لیکن وہ یتیم بچہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش نہ کر سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں باغ کا فیصلہ دے دیا اس پر یتیم رونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس پر رحم آیا اور اس شخص سے کہا کہ تم یہ باغ اس یتیم کو دے دو۔ خدا تم کو اس باغ کے بدلے میں جنت عطا فرمائے گا۔ لیکن اس شخص نے باغ دینے سے انکار کر دیا۔ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر اس شخص سے کہا کہ کیا تم اپنا باغ میرے فلاں باغ سے بدلتے ہو؟ وہ شخص راضی ہو گیا۔ ان صحابی نے اس شخص کو اپنا باغ دے کر وہ کھجوروں کا باغ اس یتیم کو دے دیا۔

بوڑھوں کے حقوق

جوانوں کو چاہیے کہ اپنے بڑے بوڑھوں اور سن رسیدہ لوگوں کی ان کے بڑھاپے اور معمر ہونے کی وجہ سے عزت کریں۔ ان کے سامنے ادب و لحاظ سے رہیں اور جہاں تک ممکن ہو ان کو آرام پہونچانے کی کوشش کریں۔

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرے گا تو اس کے بڑھاپے میں اللہ دوسرے جوانوں کو اس کی عزت کے لئے مقرر کر دے گا۔	ما اکرم شاب شیخاً من اجل سنہ الا قیض اللہ لہ عند سنہ من یکرمہ۔

https://alislami.net

اس حدیث کوامام ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھے مسلمانوں کی تعظیم وتکریم بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ہے۔ (بیہقی)

فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ضعیف ونابینا والد کو اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا اے ابوبکر! تم نے ان بڑے صاحب کو کیوں تکلیف دی۔ میں خود ہی ان کے پاس چلا آتا۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بڑوں کا ادب واحترام نہیں کرتا وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ (ترمذی ملخصاً)

بیواؤں اور مسکینوں کے حقوق

بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری، ان سے ہمدردی اور ان کی مدد کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمَسَاکِیْنِ کَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کے لئے کوشش کرنے والا راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص اجر وثواب میں اس شخص کے مانند ہے جو ہمیشہ دن میں روزہ رکھتا ہو اور رات میں نوافل پڑھتا ہو۔ (بخاری ومسلم)

حدیث: حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیواؤں اور مسکینوں کا کام کردینے میں ذرا بھی عار نہ تھا۔ پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نفلی جہاد کرنے، ساری رات نوافل پڑھنے اور دن بھر نفلی روزے رکھنے کا جتنا ثواب ہے اسی کے برابر بیواؤں اور مسکینوں سے ہمدردی رکھنے اور ان کی خدمت کرنے کا ثواب ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بیواؤں، غریبوں اور محتاجوں کی خدمت، ان سے ہمدردی اور ان کی مدد کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

https://alislami.net

عام مسلمانوں کے حقوق

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اخوتِ اسلامی کا رشتہ ملحوظ رکھے سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھے اوران کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(۱) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا ظلم کرے تو مسلمان بھائی کو بے مدد نہ چھوڑے بلکہ اس کی مدد کرے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

المسلم اخوالمسلم لایظلمه ولایسلمه۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ خود اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے مدد چھوڑے۔

(۲) مسلمان کو چاہیے کہ اپنے حاجت مند بھائی کی حاجت پوری کرنے کی کوشش کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ومن کان فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته۔ جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔

(۳) مسلمان کو چاہئے کہ کسی مسلمان بھائی کو مصیبت میں دیکھے تو اس کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ومن فرج عن مسلم کربةً فرج الله عنه کربة من کربات یوم القیامةِ۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا۔

(۴) مسلمان کو چاہئے کہ دوسرے مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ یعنی اس کے پوشیدہ عیبوں کو ظاہر نہ کرے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

https://alislami.net

ومن ستر مسلماً سترہُ اللہ یوم القیامۃِ۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(۵) مسلمان کو چاہئے کہ کسی مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے در پے نہ ہو۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی جان، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو لینا مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

(۶) مسلمان کو چاہئے کہ کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے اور دھوکا بھی نہ دے۔

حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کو ضرر میں ڈالے یا دھوکہ دے وہ ملعون ہے۔ (ترمذی)

(۷) مسلمان کو چاہئے کہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرے، اس سے بغض و کینہ نہ رکھے اور اس کی غیبت بھی نہ کرے۔

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ نہ آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض و کینہ رکھے اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرے۔ (بخاری و مسلم)

(۸) مسلمان کو چاہیے کہ کسی مسلمان سے تین دن رات سے زیادہ سلام و کلام ترک نہ کرے۔

حدیث: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے تین دن رات سے زیادہ سلام و کلام ترک کرنا حلال نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو رنجش کی بنا پر تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ جہنمی ہے۔

https://alislami.net

عامۃ الناس کے حقوق

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الراحمون یرحمهم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (ترمذی)

مہربانی کرنے والے جو ہیں ان پر رحمٰن مہربانی فرماتا ہے تم زمین والوں پر مہربانی کرو اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے تم پر مہربانی کریں گے۔

اس حدیث کا مطلب ظاہر ہے کہ اگر تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرے اور نظر رحمت فرمائے تو تم کو چاہیے کہ ہر انسان پر خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، مسلم ہو یا کافر مہربانی کرو مثلاً بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، ننگوں کو کپڑا پہناؤ، بیماروں کی خبر لو، اندھوں کو راستہ بتاؤ، مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرنے میں کوشش کرو۔ غرض یہ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ اور جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرو۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور یہی انسانیت کا تقاضا ہے۔ جس انسان کے دل میں خدا کے بندوں پر مہربانی کرنے کا جذبہ نہیں وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔

لا یرحم اللہ من لّا یرحم الناس۔ (بخاری و مسلم)

جو لوگوں پر مہربانی نہیں کرتے ان پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ خدا کے بندوں پر رحم اور مہربانی نہ کرنا رحمت خداوندی سے محرومی کی علامت ہے۔

https://alislami.net

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بندوں کے حقوق سے متعلق اہم مباحث پر مشتمل رسالہ

موسوم بنام تاریخی

اَعجَبُ الِا مداد فی مکفِّراتِ حقوقِ العباد

۱ ۳ ۱ ۰ ھ

معروف بہ

حقوق العباد کی اہمیت

تصنیف

مجدّدِ ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ

۱۲۷۲ھ ---- ۱۳۴۰ھ

ترتیب وتحشیہ

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

:ناشر:

المجمع الاسلامی، ملت نگر مبارک پور

اعظم گڑھ (۲۷۶۴۰۴)

سال اشاعت ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء

https://alislami.net

اَعجَبُ الاِمدَادِ فِی مُکَفِّرَاتِ حُقُوقِ العِبَاد (۱۳۱۰ھ)

عجیب ترین امداد، حقوق العباد کا کفارہ بننے والی چیزوں کے بارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

حق العباد بھی کسی طرح معاف رہتا ہے بغیر اس کے معاف کیے جس کا حق ہے؟ ارقام فرمائیں اور حق العباد (بندوں کے حق) کس قدر ہیں بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔[1]

الجواب: حق العبد وہ مطالبۂ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ کسی کے لئے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان وآزار جو بے اجازتِ شرعیہ کسی قول، فعل، ترک سے کسی کے دین، آبرو، جان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے تو یہ دو قسمیں ہوئیں،، اول کو دُیون[2] ثانی کو مظالم ان دونوں کو تَبِعات[3] اور کبھی دُیون بھی کہتے ہیں ان دونوں قسموں میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے۔ یعنی کہیں تو دَین پایا جاتا ہے مظلمہ نہیں، جیسے خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اجرت، عورت کا مہر وغیرہ دُیون کہ عقودِ جائزہ شرعیہ سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اُس نے اِن کے ادا میں کمی وتاخیرِ ناروا برتی' یہ حق العبد تو اس کی گردن پر ہے، مگر کوئی ظلم نہیں۔ اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دین نہیں جیسے کسی کو مارا، گالی دی، برا کہا غیبت کی کہ اِس کی خبر اُسے پہنچی یہ سب حقوق العبد وظلم ہیں مگر کوئی دَینِ واجب الادا نہیں۔ اور کہیں دَین ومظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے کسی کا مال چرایا، چھینا، لوٹا، رشوت، سود، جوئے میں لیا۔ یہ سب دیون بھی ہیں اور ظلم بھی۔ قسم اول میں تمام صُوَر وعقودِ مطالبۂ مالیہ داخل۔ دوسری میں قول وفعل وترک کو دین، آبرو، جان جسم، مال، قلب میں ضرب دینے سے اٹھارہ انواع حاصل، ہر نوع صدہا صورتوں کو شامل تو کیوں کر گِنا سکتے ہیں کہ حقوق العباد کس قدر ہیں۔ ہاں ان کا ضابطۂ کلّیہ بتا دیا گیا۔ کہ ان دو قسموں سے جو امر جہاں پایا جائے اسے حق العبد جانیے۔ پھر حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔

---

[1] بیان کیجئے اور اجر پایئے ۱۲، [2] دُیون، دَین کی جمع ہے بمعنی مالی مطالبہ ہے اور مظالم، مَظلمہ کی جمع ہے بمعنی ظلم ۱۲ نعمانی [3] تَبِعَۃٌ کی جمع ہے بمعنی تاوان ۱۲۔ نعمانی قادری

https://alislami.net

حقوق اللہ میں تو ظاہر کہ اس کے سوا دوسرا معاف کرنے والا کون، وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہ۔ کون گناہ بخشے اللہ کے سوا۔ الحمد للہ کہ معافی، کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہے۔ وَالْکَرِیْمُ لَایَاْتِیْ مِنْہُ اِلَّا الْکَرَمُ [۱]

اور حقوق العباد میں بھی مَلِکِ دیّان عزّ جلالہ نے اپنے دار العدل کا یہی ضابطہ رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا اگرچہ مولیٰ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے جان ومال وحقوق سب کا مالک ہے، اگر وہ بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرمادے تو بھی عین حق وعدل ہے کہ ہم بھی اسی کے اور ہمارے حق بھی اسی کے مقرر فرمائے ہوئے۔ اگر وہ ہمارے خون ومال وعزت وغیرہ کو معصوم ومحترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیسا ہی آزار پہنچاتا نام کو بھی ہمارے حق میں گرفتار نہ ہوتا۔ یونہی اب اس حرمت وعصمت کے بعد بھی جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے ہمیں کیا مجالِ عذر ہے۔ مگر اس کریم رحیم جلّ وعلا کی رحمت کہ ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ رکھا ہے بے ہمارے بخشے معاف ہوجانے کی شکل نہ رکھی کہ کوئی ستم رسیدہ یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے! میں اپنی داد [۲] کو نہ پہنچا۔ حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الدواوین ثلثة فدیوان لایغفراللہ منہ شیئًا ودیوان لایعبؤ اللہ بہ شیئًا ودیوان لایترك اللہ منہ شیئًا، فاما الدیوان الذی لا یغفراللہ منہ شیئا فالاشراك باللہ واماالدیوان الذی لایعبو اللہ بہٖ شیئًا فظلم العبد نفسہ فیمابینہ وبین ربہٖ من صوم یومٍ ترکہٗ اوصلاةٍ ترکھا فان اللہ تعالیٰ یغفرذلك ان شاء ویتجاوز واما الدیوان الذی لا یترك اللہ منہ شیئًا فمظالم العباد بینھم القصاص لا محالة۔

یعنی دفتر تین ہیں ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا ایک دفتر کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا۔ وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ تو کفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائے گا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملے میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کردے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے

[۳] رواہ الام احمد فی المسند والحاکم فی المستدرك عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔

---

[۱] اور کریم یعنی مہربان سے کرم ہی صادر ہوتا ہے ۱۲ [۲] انصاف ۱۲ [۳] اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ۱۲ ان ق

https://alislami.net

یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلیٰ اَهْلِهَا یوم القِیَامَةِ حتیٰ یُقَادُ لِلشَّاةِ الجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ تَنْطِحُها — بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ مُنڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے۔

[۱] رواه الائمة احمد فی المسند ومسلم فی صحیحه والبخاری فی الادب المفرد والترمذی فی الجامع عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه

ایک روایت میں فرمایا: حتیٰ لِلذَّرَّةِ مِنَ الذَّرَّةِ ۔ یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائے گا۔[۲] رواه الامام احمد بسند صحیح

پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضۂ حق دی جائیں طریقۂ ادا یہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہوگیا غنیمت، ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو۔ احادیثِ کثیرہ اس مضمون میں وارد، ازانجملہ[۳] حدیث صحیح مسلم وغیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَادِرْهَمَ لَهٗ وَلَامَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰاةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَدْ قَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطیٰ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔

یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہمارے یہاں تو وہ مفلس ہے جس کے پاس زر و مال نہ ہو فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزے زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اسے گالی دی، اسے زنا کی تہمت لگائی، اس کا مال کھایا اس کا خون گرایا، اسے مارا، تو اس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈالے گئے، پھر جہنم میں پھینک دیا گیا" والعیاذ باللہ سبحنه و تعالیٰ

---

[۱] اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور امام مسلم نے صحیح میں اور امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ ن، [۲] اس حدیث کو امام احمد نے صحیح سند کیساتھ بیان کیا ۱۲ ن، [۳] انھیں میں سے۔ ۱۲ ن ق

https://alislami.net

غرض حقوق العباد بے ان کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہذا امروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا ــــ غیبت زنا سے سخت تر ہے کسی نے عرض کی یہ کیوں کر؟ فرمایا

اَلرَّجُلُ یَزْنِیْ ثُمَّ یَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالے

وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک

یُغْفِرَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے۔

رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنیا فِی ذَمِّ الْغِیْبَۃِ وَالطِّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَاَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ و الْبَیْھَقِیُّ عَنْھُمَا عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنْھُمْ ۔[1]

پھر یہاں معاف کرالینا سہل ہے قیامت کے دن اس کی امید مشکل کہ، وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار، نیکیوں کا طلبگار، برائیوں سے بے زار ہوگا، پرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتی، اپنی برائیاں اس کے سر جاتی کسے بری معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ حدیث میں آیا، ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دین آتا ہوگا روز قیامت اسے لپٹیں گے کہ ہمارا دین دے وہ کہے گا میں تمہارا بچہ ہوں یعنی شاید رحم کریں وہ تمنا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا۔

الطبرانی عنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ،یَقُوْلُ اِنَّہٗ یَکُوْنُ لِلْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا دَیْنٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یَتَعَلَّقَانِ بِہٖ فَیَقُوْلُ اَنَا وَلَدُکُمَا فَیَوَدَّانِ وَیَتَمَنَّیَانِ لَوْ کَانَ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ ۔[2]

جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے امید خام خیال۔ ہاں کریم و رحیم مالک مولیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ وتَبَارَکَ وَتَعَالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کو بے بہا قصور جنت معاوضہ میں عطا فرما کر عفو حق[3] پر راضی کردے گا۔ ایک کرشمہ کرم میں دونوں کا بھلا ہوجائے گا، نہ اس کی حسنات اسے دی گئیں نہ اس کی سیأت اس کے سر رکھی گئیں، نہ اس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر و افضل پایا، رحمت حق کی بندہ نوازی،

[1] اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے "ذَمّ الْغِیبۃ" اور اما طبرانی نے "اوسط" میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اور امام بیہقی نے ان دونوں سے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ۱۲، [2] یہ حدیث امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ باقی عبارت کا ترجمہ اوپر گزر چکا ۱۲ (مترجم)

https://alislami.net

ظالم ناجی مظلوم راضی فللّٰہِ الحمدُ حمد اً کثیراً طیّباً مُّبارکاً فِیہِ کما یُحِبُّ ربُّنا ویرضیٰ

حدیث میں ہے

بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جَالِسٌ اِذْ رَأَیْنَاہُ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ ثَنَایَاہُ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ مَا اَضْحَکَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّی

یعنی ایک دن حضور پرنور سید العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ خندہ فرمایا کہ اگلے دندان مبارک ظاہر ہوئے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان کس بات پر حضور کو ہنسی آئی۔ ارشاد فرمایا

رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِیْ جَثَیَا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّ الْعِزَّۃِ فَقَالَ اَحَدُھُمَا یَارَبِّ خُذْلِیْ مَظْلَمَتِیْ مِنْ اَخِیْ فَقَالَ اللّٰہُ کَیْفَ تَصْنَعُ بِاَخِیْکَ وَلَمْ یَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِہٖ شَیْءٌ قَالَ یَا رَبِّ فَیُحْمَلُ مِنْ اَوْزَارِیْ وَفَاضَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بِالْبُکَاءِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ذٰلِکَ لَیَومٌ عَظِیْمٌ یَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ یُحْمَلَ عَنْھُمْ مِنْ اَوْزَارِھِمْ فَقَالَ اللّٰہُ للطالبِ اِرْفَعْ بَصَرَکَ فَانْظُرْ فرفع فَقَالَ یَارَبِّ أریٰ مَدائِنَ مِنْ ذَھَبٍ قصوَراًمِنْ ذھبٍ مُکَلَّلَۃً بِاللُّؤلؤ لِاَیِّ نَبِیٍّ ھٰذا اَوْلِاَیِّ صِدِّیقٍ ھذَا اولای شہیدھذا قَال لمن اعطی الثَّمَنَ قَالَ یَارَبِّ وَمَنْ یَّمْلِکُ ذٰلِکَ قَالَ اَنْتَ تَمْلِکُہٗ قَالَ بِمَاذَا قَال بِعَفْوِکَ عَنْ اَخِیْکَ

دو مرد میری امت سے رب العزۃ جل جلالہ کے حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے ایک نے عرض کی اے رب میرے! میرے اس بھائی نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے اس کا عوض میرے لئے لے، رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا۔ اس کی نیکیاں تو سب ہو چکیں مدعی نے عرض کی اے رب میرے تو میرے! گناہ وہ اٹھالے یہ فرما کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہ نکلیں، پھر فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت ہے لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ ان کے گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اٹھائیں۔ مولیٰ عز وجل نے مدعی سے فرمایا نظر اٹھا کر دیکھ اس نے نظر اٹھائی کہا اے رب میرے میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے کے اور محل کے محل سونے کے سراپا موتیوں سے جڑے ہوئے یہ کس نبی کے ہیں یا کس صدیق یا کس شہید کے، مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اس کے ہیں جو قیمت دے۔ کہا اے رب میرے بھلا ان کی قیمت کون دے سکتا ہے فرمایا: تو، عرض کی کیوں کر،

https://alislami.net

قَالَ يَارَبِّ فَاِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْه قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَخُذْ بِيَدِ اَخِيْكَ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ الله صلى تعالىٰ عليه وسلم عِنْدَ ذٰلِكَ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

فرمایا یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کردے۔ کہا اے رب میرے یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا مولیٰ جل مجدہ نے فرمایا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑلے اور جنت میں لے جا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بیان کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے آپس میں صلح کرو کہ مولیٰ عزوجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

رواه الحاكم فى المستدرك والبيهقى فى كتاب البعث والنشور، وابو يعلىٰ فى مسنده وسعيد بن منصور فى سننه عن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه۔[1]

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِذَا الْتَقَى الْخَلَائِقُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَادٰى مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَمْعِ تَدَارَكُوا الْمَظَالِمَ بَيْنَكُمْ وَثَوَابُكُمْ عَلَيَّ

جب مخلوق روز قیامت بہم ہوگی ایک منادی رب العزۃ جل وعلا کی طرف سے ندا کرے گا اے مجمع والو اپنے مظلموں کا تدارک کرلو اور تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے

رواه الطبرانى عن انس ايضا رضى الله تعالىٰ عنه بسند حسن[2]

اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ يَا اَهْلَ التَّوْحِيْدِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قد عَفَا عَنْكُمْ فَيَقُوْمُ النَّاسُ فَيَتَعَلَّقُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ فِيْ ظُلَامَاتٍ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ

یعنی بیشک اللہ عزوجل روز قیامت سب اگلوں پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے توحید والو مولیٰ تعالیٰ نے اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہوکر آپس کے مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے۔ منادی پکارے گا اے

---

[1] اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں، ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں، اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔۱۲ (مترجم)، [2] اس حدیث کو امام طبرانی نے حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہی روایت کیا ہے ۱۲ نعمانی قادری

https://alislami.net

اَلتَّوحِيدِ لِيَعفُ بَعضُكُم عَن بَعضٍ توحیدوالوایک دوسرے کو معاف کردواور ثواب وَّعَلَيَّ الثَّوَابُ۔ دینا میرے ذمہ ہے۔

رواہ ایضا عن أم هانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا[1]

یہ دولت کُبریٰ ونعمتِ عظمیٰ اکرم الاکرمین جَلَّتْ عَظمَتُہٗ اپنے محض کرم وفضل سے اس ذلیل روسیاہ سراپا گناہ کو بھی عطافرمائے۔ ع

کہ مستحق کرامت گناہ گارانند

اس وقت کی نظر میں اس کا جلیل وعدہ، جمیل مژدہ، صاف، صریح بالتصریح یا کالتصریح پانچ فرقوں کے لیئے وارد ہوا۔

اول حاجی: کہ پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کرے، اور اس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں کے سامنے تذکرۂ جماع اور ہر قسم کے گناہ ونافرمانی سے بچے اس وقت تک جتنے گناہ کئے تھے، بشرط قبول سب معاف ہوجاتے ہیں، پھر اگر حج کے بعد فورا مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق، اللہ عزوجل یا بندوں کے اسکے ذمہ تھے، انھیں ادا یا ادا کی فکر کرتا، تو امید واثق ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے تمام حقوق سے مطلقا درگزر فرمائے یعنی نماز روزہ زکوۃ وغیرہا فرائض کہ بجا نہ لایا تھا ان کے مطالبہ پر بھی قلم عفوالہی پھر جائے اور حقوق العباد دیون ومظالم مثلا کسی کا قرض آتا ہو، مال چھینا ہو، برا کہا ہو، ان سب کو مولیٰ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لے لے، اصحاب حقوق کو روز قیامت راضی فرما کر مطالبہ وخصومت سے نجات بخشے، یو ہیں اگر بعد کو زندہ رہا، یا بقدر قدرت تدارک حقوق کر لیا، یعنی زکوۃ دیدی، نماز روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دے دیا جسے آزار پہونچا تھا معاف کرالیا جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا یا معلوم نہیں اس کی طرف سے تصدق کر دیا، یا بوجہ قلت مہلت جو حق، اللہ عزوجل یا بندہ کا ادا کرتے کرتے رہ گیا اس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کر دی غرض جہاں تک طُرقِ براءت[2] پر قدرت ملی، تقصیر[3] نہ کی تو اس کے لئے امید وار زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی یہ تدبیر ہوگئی اور اِثمِ مخالفت[4] حج سے دھل گیا۔ ہاں اگر بعد حج، باوصف قدرت ان امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سر نو اس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے انکی ادا میں پھر تاخیر وتقصیر گناہ تازہ ہوئی اور وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے گناہوں کو دھوتا ہے، آئندہ کے لئے پروانۂ بے قیدی نہیں ہوتا۔ بلکہ حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہو کر پلٹے۔

فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيهِ رَاجِعُونَ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيمِ

[1] اس حدیث کو بھی امام طبرانی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ۱۲ النعمانی۔ [2] چھٹکارا کی راہوں پر ۱۲۔ [3] کوتاہی ۱۲۔ ن ق [4] مخالفت کا گناہ،

https://alislami.net

مسئلہ حج میں بحمد اللہ تعالیٰ یہ وہ قول فیصل ہے جسے فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ نے بعد[1] تنقیح دلائل ومذاہب واحاطۂ اَطراف وجوانب، اختیار کیا، جس سے اقوال ائمہ کرام میں توفیق[2] اور دلائل حدیث وکلام میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

اس معرکۃ الآرا مبحث کی نفیس تحقیق بعونہ تعالیٰ فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ نے بعد ورود اس سوال کے ایک تحریر میں جداگانہ لکھی، یہاں اسی قدر کافی ہے۔ وباللہ التوفیق

احادیث: ابن ماجہ اپنی سنن، میں کاملاً اور ابوداوٗد مختصراً، اور امام عبداللہ ابن امام احمد ''زوائد مسند'' اور طبرانی ''معجم کبیر'' اور ابو یعلیٰ ''مسند'' اور ابن حبان ''ضعفا'' اور ابن عدی ''کامل'' اور بیہقی ''سنن کبریٰ'' وشعب الایمان،'' وکتاب البعث والنشور'' اور ضیاء مقدسی بافادۂ تصحیح، ''صحیح مختارہ'' میں حضرت عباس بن مرداس، اور امام عبداللہ بن مبارک بسند صحیح اور ابویعلیٰ وابن منیع بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابونعیم ''حلیۃ الاولیاء'' اور امام ابن جریر طبری، تفسیر، اور حسن بن سفیان مسند، اور ابن حبان ''ضعفاء'' میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم اور عبدالرزاق مصنف، اور طبرانی معجم کبیر، میں حضرت عبادہ بن صامت اور دارقطنی وابن حبان حضرت ابوھریرہ اور ابن مندہ کتاب الصحابہ اور خطیب تلخیص المتشابہ میں حضرت زید جد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین سے بطُرقِ عدیدہ والفاظِ کثیرہ ومعانیٔ متقاربہ اراوی

وھذا حدیث الامام عبد اللہ بن المبارک عن سفیان الثوری عن زبیر بن عدی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال

وَقَفَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ کَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَوُّبَ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَنْصِتْ لِیَ النَّاسَ فَقَالَ اَنْصِتُوا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

یعنی حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا۔ اس وقت ارشاد ہوا اے بلال لوگوں کو میرے لئے خاموش کر، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر پکارا، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[1] یعنی مصنف نے اس سلسلے میں تمام مذاہب اور اقوال کی چھان بین اور تمام گوشوں کو نظر میں لاکر یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ ۱۲ نعمانی،

[2] مختلف اقوال میں ایسی جچی تلی بات کہنا کہ سب آپس میں موافق ہو جائیں اور اختلاف کی صورت ختم ہو جائے ۱۲ نعمانی۔

https://alislami.net

فَاَنصَتَ النَّاسُ فَقَالَ یَامعَاشِرَ النَّاسِ اَتَانِی جِبرِیلُ انفاً فَاَقرَاَنِی مِن رَّبِّی السَّلامَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَفرَ لِاَهلِ عَرَفَاتٍ وَاَهلِ الْمَشْعَرِ وَضَمِنَ عَنهُمُ التبِعاتِ فَقَالَ عمرُ بنُ الْخَطَّابِ رضی الله تعالیٰ عنه فقالِ یا رسولَ اللّٰهِ هذا لَناخَاصَّةً قَالَ هذَا لَكُمْ وَلِمَنْ اَتیٰ مِنْ بَعْدِكُمْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَثُرَ خَیْرُ اللّٰهِ وَطَابَ۔

کے لئے خاموش ہو، لوگ ساکت ہوئے، حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا اے لوگو! ابھی جبریل نے حاضر ہوکر مجھے میرے رب کا سلام و پیام پہونچایا کہ اللہ عزوجل نے عرفات و مشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کی یارسول اللہ کیا یہ دولت خاص ہمارے لئے ہے؟ فرمایا تمہارے لئے اور جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لئے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے

انتھی والحمد للہ رب العلمین

دوم 'شہید بحر' کہ خاص اللہ عزوجل کی رضا چاہنے اور اس کا بول بالا ہونے کے لئے سمندر میں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو، حدیثوں میں آیا کہ مولیٰ عزوجل خود اپنے دست قدرت سے اس کی روح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اس پر تھے اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے۔

احادیث: ابن ماجہ سنن اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ اور ابونعیم حلیہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور شیرازی کتاب الالقاب میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی واللَّفظُ لابی امامة رضی الله تعالی عنه[1] قال

قال رسول صلی الله تعالی علیه وسلم یُغْفَرُ لِشَهِیدِ البرِّ الذنوبُ كلُّها الا الدین ویغفر لشهید البحر الذنوب كلها والدَّیْنُ

یعنی حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں جو خشکی میں شہید ہو اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر حقوق العباد اور جو دریا میں شہادت پائے اس کے تمام گناہ و حقوق العباد سب معاف ہوجاتے ہیں۔

اللهم ارزقنا بجاهه عندك صلی الله تعالی علیه وسلم وبارك آمین

[1] اس حدیث کے الفاظ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ ۱۲۔ ن

https://alislami.net

سوم، شہید صبر: یعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کر کے بحالت بے کسی و مجبوری قتل کیا سولی دی پھانسی دی کہ یہ بوجہ اسیری قتال ومدافعت پر قادر نہ تھا بخلاف جہاد کہ مارتا مرتا ہے اس کی بے کسی و بیدست وپائی زیادہ باعثِ رحمتِ الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ وحق العبد کچھ نہیں رہتا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

احادیث: بزار ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح راوی۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ قَتْلُ الصَّبْرِ لَا یَمُرُّ بِذَنْبٍ اِلَّا مَحَاہ۔ قتل صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اسے مٹا دیتا ہے۔

نیز بزار ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قَتْلُ الرَّجُلِ صَبْرًا کَفَّارَۃٌ لِّمَا قَبْلَہٗ مِنَ الذُّنُوْبِ۔ آدمی کا بروجہ صبر مارا جانا تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

قال المناوی فی التیسیر ظاھر ہ وان کان المقتول عاصیا ومات بلا توبة ففیه ردعلی الخوارج والمعتزلة اھ ورأیتنی کتبت علی ھامشه مانصه: اقول بل لا محمل له سوا ہ فانه ان لم یکن عاصیا لم یمر القتل بذنب وان کان تاب فکذلك فان التائب من الذنب کمن لا ذنب له[1]

احادیث مطلق ہیں اور مُخَصِّص مفقود وحدث عن البحرولا حرج۔ اور ہم نے سنی المذہب کی تخصیص اس لئے کی کہ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لو ان صاحب بدعة مکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا مُحتسبا[2] بین الرکن والمقام لم ینظر الله فی شیء من امره حتیٰ یدخله جھنم۔

اگر کوئی بدمذہب تقدیر ہر خیر وشر کا منکر، خاص حجر اسود ومقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے درمیان محض مظلوم وصابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

---

1. امام مناوی نے "تیسیر" میں فرمایا، اس سے ظاہر یہی ہے کہ یہ شہید اگرچہ گنہگار تھا اور بلا توبہ مرا، تو اس میں خوارج اور معتزلہ کا رد ہے، (جو مغفرت ذنوب کے قائل نہیں) اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے حاشیہ پر جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ، بلکہ اس کے سوا کوئی اور اس کا محمل ہے ہی نہیں، اس لیے کہ اگر گنہگار نہ ہو تو قتل کے گناہ کے ساتھ گزرنے کا سوال ہی نہیں اور اگر توبہ کر لی تب بھی وہی معنی ہوا اس لیے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کہ بے گناہ ۱۲۔ نعانی قادری

https://alislami.net

رواه ابو الفرج فی العلل من طریق کثیر بن سلیم ناانس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فذکره[1]

چھارم، مدیون: جس نے بحاجت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لئے دین لیا اور اپنی چلتی ادا میں گئی (کمی) نہ کی نہ کبھی تاخیر ناروا، روا رکھی بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پر آمادہ اور تاحدِ قدرت اس کی فکر کرتا رہا پھر بمجبوری ادا نہ ہوسکا اور موت آگئی تو مولیٰ عزوجل اس کے لئے اس دین سے درگذر فرمائے گا اور روز قیامت اپنے خزانہ قدرت سے ادا فرما کر دائن کو راضی کر دے گا اس کے لئے یہ وعدۂ خاص اسی دین کے واسطے ہے نہ تمام حقوق العباد کے لئے۔

احادیث:۔ احمد و بخاری و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ اور طبرانی "معجم کبیر" میں بسند صحیح حضرت میمون کردی اور حاکم "مستدرک" اور طبرانی "کبیر" میں حضرت ابوامامہ باہلی اور احمد و بزار و طبرانی و ابونعیم بسند حسن حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق۔ اور ابن ماجہ و بزار حضرت عبداللہ بن عمرو اور بیہقی مرسلاً قاسم مولائے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔ واللفظ لمیمون رضی الله تعالیٰ عنه قال[2]

قال رسول الله ﷺ من ادان دیناً ینوی قضاءه اداه الله عنه یوم القیمة	یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کسی دین کا معاملہ کرے کہ اس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ عزوجل اس کی طرف سے روز قیامت ادا فرمادے گا

حدیث ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ مستدرک میں یہ ہیں کہ حضور اقدس صَلَوٰاتُ اللہ تعالیٰ وسلامُہ عَلَیہ فرماتے ہیں۔

من تداین بدین وفی نفسه وفاءه ثم مات تجاوز الله عنه وارضی غریمه بما شاء	جس نے کوئی معاملۂ دین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عزوجل اس سے درگذر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کردے گا

نیک و جائز کام کی قید حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ظاہر کہ اس میں ضرورتِ جہاد و ضرورتِ تجہیز و تکفینِ مسلمان و ضرورتِ نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری

---

[1] اس کو ابوالفرج نے "علل" میں روایت کیا کثیر بن سلیم کی سند سے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اسی حدیث کو ذکر کیا۔۱۲ تعالیٰ قادری

[2] اس حدیث کے الفاظ حضرت میمون کردی کے ہیں ۱۲

https://alislami.net

''تاریخ::اور ابن ماجہ ''سنن'' اور حاکم ''مستدرک'' میں راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰی یَقْضِیَ دَیْنَہٗ مَالَمْ یَکُنْ دَیْنُہٗ فِیْمَا یَکْرَہُ اللّٰہُ — بیشک اللہ تعالیٰ قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اس کا اپنا قرض ادا کرے جب تک کہ اس کا دین اللہ تعالیٰ کے ناپسند کام میں نہ ہو

بجبوری رہ جانے کی قید حدیث ابن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت کہ رب العزۃ جل وعلا روز قیامت مدیون سے پوچھے گا تو نے کاہے میں یہ دین لیا اور لوگوں کا حق ضائع کیا عرض کرے گا اے رب میرے! تو جانتا ہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہننے ضائع کردینے کے سبب وہ دین نہ رہ گیا بلکہ

اَتیٰ عَلَیَّ اِمَّا حَرْقٌ وَّاِمَّا سَرْقٌ وَّاِمَّا وَضِیْعَۃٌ

آگ لگ گئی یا چوری ہوگئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا

مولیٰ عزوجل فرمائے گا صَدَقَ عَبْدِیْ فَاَنَا اَحَقُّ مَنْ قَضیٰ عَنْکَ

میرا بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادا فرمادوں پھر مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ کوئی چیز منگا کر اس کے پلۂ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمت الٰہی کے فضل سے داخلِ جنت ہوگا۔

پنجم اولیائے کرام: صوفیۂ صدق ارباب معرفت قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ وَنَفَعَنَا اللّٰہُ بِبَرَکَاتِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کہ بنص قطعی قرآن روز قیامت ہر خوف وغم سے محفوظ وسلامت ہیں۔

قَالَ تَعَالٰی ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔[1] تو ان میں بعض سے اگر براہِ تقاضائے بشریت بعض حقوقِ الٰہیہ میں اپنے منصب ومقام کے لحاظ سے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ[2] کوئی تقصیر (کوتاہی) واقع ہو تو مولیٰ عزوجل اسے وقوع سے پہلے معاف فرماچکا کہ

قَدْ اَعْطَیْتُکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْاَلُوْنِیْ وَقَدْ اَجَبْتُکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْعُوْنِیْ وَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَعْصُوْنِیْ[3]

---

[1] سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (پ ۱۱۔ ع ۱۲۔ یونس)، [2] عام نیکوں کی بعض نیکیاں مقربین کے حق میں بمنزلہ گناہ ہوتی ہیں۔۱۲۔ [3] (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) میں نے تمہارے مجھ سے سوال کرنے سے پہلے ہی دے دیا، اور تمہاری دعا قبول کی تمہارے دعا کرنے سے پہلے اور تم کو معاف کر دیا تقصیر سے پہلے ۱۲۔

https://alislami.net

یوں ہی اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ

سَتَكُونُ لِاَصْحَابِي زَلَّةٌ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ لِسَابِقَتِهِمْ مَعِيَ[۱]

تو مولیٰ تعالیٰ وہ حقوق اپنے ذمہ کرم پر لے کر ارباب حقوق کو حکم تجاوز فرمائے گا اور باہم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنت کے عالی شان تختوں پر بٹھائے گا کہ

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ[۲]

اسی مبارک قوم کے سرور سردار، حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنھم ہیں جنھیں ارشاد ہوتا ہے۔

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ، جو چاہو کرو میں تمھیں بخش چکا۔ انھیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کیلئے بار ہا فرمایا گیا۔

ما علیٰ عثمان مَا فعَلَ بَعْدَ ھٰذِہٖ مَا عَلٰی عثمانَ مَافعَلَ بَعْدَ ھٰذِہٖ

آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے۔

حدیث[۳]: اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا لَمْ يَضُرُّهُ ذَنْبٌ ۔ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس والامام القشیری فی رسالتہ وابن النجار فی تاریخہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کا عمدہ محمل یہی ہے کہ محبوبان خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں، ع۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ[۴] ۔ وھذا[۵] مااختارہٗ سیّدُنا الوالدُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور احیانا کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ

---

۱ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) عنقریب میرے بعض صحابہ سے لغزش ہوگی جسے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اس وجہ سے کہ انہوں نے پہلے پہل میرا ساتھ دیا ۱۲۔ ۲ اور ہم نے ان کے سینوں میں سے جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے، آپس میں بھائی بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے (حجر ۱۵/۴۷ پ ۱۴) ۳ جب خدا کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اس کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں اور امام قشیری نے اپنے رسالہ میں اور ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۱۲۔ ۴ بیشک محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا اطاعت گزار ہوتا ہے ۱۲۔ ۵ اسی تاویل کو میرے والد گرامی (حضرت مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار فرمایا ہے ۱۲

https://alislami.net

وزاجر[1] الٰہی انھیں متنبہ کرتا اور توفیقِ انابت[2] دیتا ہے پھر۔ التائِبُ مِنَ الذَّنبِ کَمَنْ لَاذَنبَ لَہٗ[3] اسی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ وھذا مامشی علیہ المناوی فی التیسیر[4] اور بالفرض ارادۂ الٰہیہ دوسرے طور پر تجلیِ شانِ عفو ومغفرت واظہار مکانِ قبول ومحبوبیت پر نافذ ہوا تو عفو مطلق وارضائے اہل حق[5] سامنے موجود، ضررِ و[6] ذنب بحمد اللہ ہر طرح مفقود۔

والحمدلله الكريم الودود وھذا مازِدْتہ بفضل المحمود۔

فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ کے گمان میں حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرشِ یَااَھْلَ التَّوحِیْدِ، الحدیث۔ میں اہل توحید سے یہی محبوبان خدا مراد ہیں۔ کہ توحید خالص تام کامل ہر گونہ شرک خفی واخفی سے پاک ومنزّہ انھیں کا حصہ ہے، بخلاف اہل دنیا جنھیں عبد الدینار، عبدالدرہم، عبدِ طمعِ ہویٰ، عبدِ رَغَبْ[7] فرمایا گیا۔ وقال تعالٰی اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ[8]۔ اور بیشک بے حصولِ معرفتِ الٰہی، اطاعتِ ہوائے نفس سے باہر آنا سخت دشوار، یہ بندگان خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب واردات بلکہ خود اصل ہستی ووجود میں اپنے رب جل مجدہ کی توحید کرتے ہیں لااِلٰہَ الا اللہ کے معنی عوام کے نزدیک لا معبودَ الا اللہ خواص کے نزدیک لامقصودَ الا اللہ ۔اہل بدایت کے نزدیک لامشھودَ الااللہُ ان اخص الخواص ارباب نہایت کے نزدیک لا موجودَ الا اللہ۔ تو اہلِ توحید کا سچا نام انھیں کو زیبا، ولھذا ان کے علم کو علمِ توحید کہتے ہیں۔

جعلنا اللہ تعالی من خدامھم وتراب اقدامھم فی الدنیا والاٰخرۃ وغفرلنا بجاھھم عندہ، انہ اھل التقویٰ واھل المغفرۃ آمین۔

امید کرتا ہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل، تاویل امام غزالی قدس سرہ العالی سے احسن واجود ہو۔ ق وباللہ التوفیق۔

پھر ان سب صورتوں میں بھی جب کہ طرز یہی برتی گئی کہ صاحب حق کو راضی فرمائیں

---

[1] خدا کی طرف سے تنبیہ کرنے والا۔ [2] رجوع کی توفیق ۱۲۔ [3] گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ بے گناہ ۱۲۔ [4] امام مناوی نے تیسیر میں اسی کو اختیار کیا، [5] جس کا حق آتا ہے اس کو راضی کرنا [6] گناہ کا ضرر۔ [7] درہم ودینار کا بندہ خواہش نفس کا تابع اور مرغوب کا تابع ۱۲۔ ن ق [8] ترجمہ، بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا، پ۲۵ ع ۱۹، حاشیہ ۱۲،

https://alislami.net

اور معاوضہ دے کر اسی سے بخشوائیں تو وہ کلیہ ہر طرح صادق رہا کہ حق العبد بے معافی عبد معاف نہیں ہوتا۔ غرض معاملہ نازک ہے اور امر شدید، اور عمل تباہ اور اَمل[1] بعید اور کرم عمیم اور رحم عظیم، اور ایمان[2] خوف ورجا کے درمیان۔

وحسبنا الله ونعم الوكيل ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم وصلى الله تعالى على شفيع المذنبين نجاة الهالكين مرتجى الآئسين ملتجى البائسين محمد واله وصحبه اجمعين والحمد لله رب العلمين والله سبحنه وتعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم، كتبه عبده المذنب احمد رضا البريلوى عفى عنه بمحمد المصطفى النبى الامى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

۱۴/جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ

---

[1] امید ۱۲۔ [2] یعنی ایمان عذاب کا خوف رحمت کی امید دونوں کے درمیان ہوتا ہے۔

https://alislami.net

المجمع الاسلامی مبارکپور

المجمع الاسلامی مبارکپور، ایک وسیع وہمہ گیر منصوبہ کے تحت ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں اس کا مبارکپور میں قیام عمل میں آیا۔ اس کی باضابطہ ایک کمیٹی ہے۔ مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی مولانا افتخار احمد قادری مصباحی مولانا بدرالقادری مصباحی اور مولانا یٰسین اختر مصباحی اس کے بانی وارکان ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا اعجاز احمد مبارکپوری استاذ جامعہ اشرفیہ، مولانا عبدالغفار اعظمی مبارکپوری استاذ ضیاء العلوم خیرآباد، مولانا نصر اللہ رضوی استاذ فیض العلوم محمد آباد، گوہنہ وغیرھم بھی اس کی انتظامیہ میں شامل ہیں۔ ذاتی وتجارتی کتب خانے تو بہت ہیں، لیکن اہل سنت میں تصنیف واشاعت کا یہ پہلا ادارہ ہے جو قومی سطح پر قائم ہوا۔ اور مبالغہ آمیز تشہیر وتعارف کے بغیر مخلصانہ انداز میں دینی وعلمی خدمات میں مصروف ہے۔ رب کریم اسے فروغ واستحکام بخشے اور ملت اسلامیہ کے لیے اس کی افادیت عام وتام فرمائے۔ وَھُوَالمُستَعَانُ وَعَلَیہِ التُّکلَانُ۔

اب تک ایک سو سے زیادہ دینی وعلمی کتابیں "المجمع الاسلامی" کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے مشرق میں واقع ملت نگر کے اندر المجمع الاسلامی کی اپنی زمین پر عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ جو ابھی تین چھوٹے کمروں، لائبریری اور دارالمطالعہ کے دو ہال اور سمینار ہال ۶۱×۶۴ وجملہ لوازم پر مشتمل ہے۔ مزید کام جاری ہے۔ المجمع الاسلامی کے چند شعبے اور منصوبے یہ ہیں:

دارالتصنیف	دارالتحقیق	دارالمطالعہ	شعبۂ مالیات
دارالاشاعت	شعبۂ تبلیغ	اسٹاف کوارٹر	مہمان خانہ
دارالکتب (لائبریری)	سیمینار ہال	دارالترتیب والتعلیم	

https://alislami.net